سورۃ الھمزۃ

آیاتہا ۹ | ۱۰۴ سورۃ الھمزۃ مکیۃ ۳۲ | رکوعہا ۱

یہ سورت مکی ہے سب کا اتفاق ہے۔ اس کی نو آیات ہیں۔

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں جو بہت ہی مہربان ہمیشہ رحم فرمانے والا ہے۔

وَیۡلٌ لِّکُلِّ ہُمَزَۃٍ لُّمَزَۃِۣ ۙ﴿۱﴾

''ہلاکت ہے ہر اس شخص کے لیے جو (روبرو) طعنے دیتا ہے پیٹھ پیچھے عیب جوئی کرتا ہے''۔

وَیۡلٌ کے بارے میں وضاحت کئی مواقع پر گزر چکی ہے اس کا معنی رسوائی، عذاب اور ہلاکت ہے۔ ایک قول یہ کیا گیا ہے: یہ جہنم میں ایک وادی ہے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: اس سے مراد چغل خور، دوستوں کے درمیان فساد برپا کرنے والے، پاکباز لوگوں پر عیب لگانے والے ہیں۔ اس تاویل کی بنا پر دونوں کا معنی ایک ہی ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: شِرَارُ عِبادِ اللہِ تَعَالٰی المَشَّاءُونَ بالنَّمِیمَۃِ المُفسِدونَ بین الأحِبَّۃِ الباغُونَ لِلبراءِ العیبَ (☆) اللہ کے بندوں میں سے سب سے برے چغل خور، دوستوں میں فساد برپا کرنے والے اور پاک باز لوگوں پر عیب لگانے والے ہیں۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ الھمزۃ سے مراد چغل خور اللمزۃ سے مراد عیب لگانے والے ہیں (1)۔ ابو العالیہ، حضرت حسن بصری، مجاہد اور عطا بن ابی رباح نے کہا: الھمزۃ سے مراد ہے جو غیبت کرتا ہے (2) اور لوگوں کے سامنے ان پر طعن و تشنیع کرتا ہے اور اللمزۃ سے مراد ہے جب آدمی موجود نہ ہو تو پیٹھ کے پیچھے اس کی غیبت کرتا ہے؛ اس معنی میں حضرت حسان بن ثابت کا شعر ہے:

ہَمَزْتُکَ فاخْتَضَعْتَ بذُلِّ نفسٍ بِقافِیَۃٍ تَأَجَّجُ کالشُّوَاظِ (3)

میں نے تیری ایسے اشعار کے ساتھ غیبت کی جو شعلہ کی طرح بھڑک رہا تھا تو تو اپنے نفس کی ذلت کے ساتھ پست ہو گیا۔

نحاس نے اس قول کو پسند کیا ہے اس معنی میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: وَمِنۡہُمۡ مَّنۡ یَّلۡمِزُکَ فِی الصَّدَقٰتِ (التوبہ: 58) ان میں سے کچھ وہ ہیں جو صدقات کے بارے میں آپ پر طعن کرتے ہیں۔ مقاتل نے اس کلام کے مخالف گفتگو کی ہے کہ ھُمَزَۃ اسے کہتے ہیں جو عدم موجودگی میں غیبت کرتا ہے اور لُمَزَۃ اسے کہتے ہیں جو سامنے عیب جوئی کرتا ہے۔ قتادہ اور مجاہد نے کہا: ھُمَزَۃ اسے کہتے ہیں جو لوگوں کے اخلاق کے بارے میں طعن کرتا ہے (4) اور لُمَزَۃ اسے کہتے ہیں جو ان کے نسب

1۔ زاد المسیر، جلد 8، صفحہ 319 | 2۔ ایضاً | 3۔ تفسیر ماوردی، جلد 6، صفحہ 2336

4۔ زاد المسیر، جلد 8، صفحہ 319 | ☆ تفسیر طبری، جلد 24، صفحہ 217

میں طعن کرتا ہے۔

ابن زید نے کہا: ھامزا سے کہتے ہیں جو ہاتھ سے لوگوں کو اذیت دیتا ہے اور انہیں مارتا ہے (1) اور لُمَزَةٍ اسے کہتے ہیں جو زبان سے انہیں اذیت دیتا ہے اور انہیں عیب لگاتا ہے۔ سفیان ثوری نے کہا: جو زبان سے اذیت دیتا ہے (2) اسے هُمَزَةٍ کہتے ہیں اور جو آنکھ سے اذیت دیتا ہے اسے لُمَزَةٍ کہتے ہیں۔ ابن کیسان نے کہا: هُمَزَةٍ اسے کہتے ہیں جو اپنے ہم مجلس افراد کو برے الفاظ کے ساتھ اذیت دیتا ہے اور لُمَزَةٍ اسے کہتے ہیں جو اپنی نظریں اپنے ساتھی پر گاڑھ دیتا ہے اور اپنے سر، اپنی آنکھوں اور اپنے آبروؤں سے اشارہ کرتا ہے۔ ایک دفعہ کہا: دونوں برابر ہیں۔ وہ چغل خور اور انسان پر طعن کرنے والا ہے جب وہ غائب ہو جائے۔ زیاد اعاجم نے کہا۔

تُدْلِي بِوُدِّي إِذَا لَا قَيْتِنِي كَذِبًا وَإِنْ أُغَيَّبْ فَأَنْتَ الهامِزُ اللُّمَزَةُ

جب تو مجھ سے ملاقات کرتا ہے تو جھوٹ کے عالم میں میری محبت کا وسیلہ پکڑتا ہے اور اگر میں غائب ہوں تو تو چغل خور اور طعن کرنے والا ہے۔

ایک اور شاعر نے کہا:

إِذَا لَقِيتُكَ عن سُخْطٍ تُكَاشِرُنِي وَإِنْ تَغَيَّبْتُ كُنتَ الهامِزَ اللُّمَزَةَ (3)

جب میں تجھے ملتا ہوں تو تو ناراضگی کی وجہ سے دانت نکالتا ہے اور جب میں غائب ہوتا ہوں تو تو چغل خور اور طعن کرنے والا ہوتا ہے۔

الشحط کا معنی بعد ہے اور هُمَزَةٍ ایسا اسم ہے جو مبالغہ کے لیے وضع کیا گیا ہے جس طرح کہا جاتا ہے: سُخَرَة، ضُحَكَة جو مذاق کرتا ہے اور لوگوں کو ہنساتا ہے۔ ابو جعفر محمد بن علی اور اعرج نے هُمْزَةٍ اور لُمْزَةٍ میم کے سکون کے ساتھ پڑھا ہے اگر یہ دونوں سے قراءت ثابت ہو تو یہ اسم مفعول کے معنی میں ہوگا۔ یہ وہ آدمی ہوتا ہے جو لوگوں کے سامنے آتا ہے تو لوگ اس کے ساتھ مذاق کرتے ہیں، اس پر ہنستے ہیں اور وہ انہیں غیبت پر برانگیختہ کرتا ہے۔ حضرت عبد اللہ بن مسعود، حضرت ابو وائل، نخعی اور اعمش نے اسے ویل للھمزۃ اللمزۃ پڑھا ہے ھمز کا اصل معنی توڑنا، کسی شئی کو سختی سے کاٹنا ہے۔ اس معنی میں ھمز الحرف ہے یہ جملہ بولا جاتا ہے: ھمزتُ رأسہ میں نے اس کے سر کو توڑ دیا۔ ھمزتُ الجوز بکَفّي میں نے ہتھیلی سے اخروٹ توڑا، ایک بدو نے کہا: أتَهمزُ الفارۃ؟ کیا بلی ٹکڑے ٹکڑے کرتی ہے۔ تو اس نے کہا: اسے بلی ٹکڑے ٹکڑے کرتی ہے۔ صحاح میں جو جملہ مذکور ہے وہ یہ ہے ایک بدو سے کہا گیا: اتھمز الفارۃ؟ تو اس نے کہا: اسے بلی ٹکڑے ٹکڑے کرتی ہے۔ پہلا قول ثعلبی کا ہے یہ اس امر پر دال ہے کہ بلی کو ھمزہ کہتے ہیں۔ عجاج نے کہا:

وَمَنْ هَمَزْنَا رَأْسَهُ تَهَشَّمَا

جس کے سر کو ہم توڑیں تو وہ ٹکڑے ٹکڑے ہو جاتا ہے۔

1۔ زاد المسیر، جلد 8، صفحہ 319 2۔ ایضاً 3۔ ایضاً

ایک قول یہ کیا گیا ہے: ھمز اور لمز کا اصل معنی دھکیلنا اور مارنا ہے: لَمَزَهُ يَلْمِزُهُ لَمْزًا جب وہ اسے مارے اور دھکے دے اس طرح هَمَزَهُ ہے جب وہ اسے دھکے دے اور اسے مارے۔ راجز نے کہا:

وَمَنْ هَمَزْنَاهُ عِزَّهُ تَبَرْكَعَا علی استِهِ زَوْبَعَةً أَوْ زَوْبَعَا

جس کی عزت کو ہم پھاڑ دیں تو وہ اپنی سرین کے بل بگولہ کی صورت میں یا حقیر ہو کر جا گرتا ہے۔

بوکعة کا معنی ہے چار اعضاء پر کھڑا ہونا بَرْكَعَهُ فتبركع میں نے اسے گرایا تو وہ اپنی سرین کے بل گر گیا۔ یہ صحاح میں کہا: آیت کریمہ اخنس بن شریق کے حق میں نازل ہوئی جو ضحاک نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے۔ وہ لوگوں کی غیبت کرتا تھا اور ان کی عیب جوئی کرتا تھا وہ موجود ہوتے یا غائب ہوتے۔ ابن جریج نے کہا: یہ آیت ولید بن مغیرہ کے حق میں نازل ہوئی وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی عدم موجودگی میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی غیبت کرتا اور سامنے بدگوئی کیا کرتا تھا۔ ایک قول یہ کیا گیا ہے: یہ آیت ابی بن خلف کے حق میں نازل ہوئی۔ ایک قول یہ کیا گیا: یہ جمیل بن عامر ثقفی کے حق میں نازل ہوئی۔ ایک قول یہ کیا گیا: یہ بغیر تخصیص کے عموم کے لیے ہے؛ یہ اکثر علماء کا قول ہے۔ مجاہد نے کہا: یہ کسی کے ساتھ بھی خاص نہیں بلکہ یہ ہر کسی کے لیے ہے جس کی یہ صفت ہے۔ فراء نے کہا: یہ جائز ہے کہ عام ذکر کیا جائے اور خاص کا قصد کیا جائے ایک کا قصد کیا جب کوئی یہ کہے: لا أزورك أبدا تو تو کہتا ہے: من لم يزرني فلستُ بزائره یعنی وہ صرف قائل کا ارادہ کرتا ہے یعنی من عموم پر دلالت کرتا ہے ہر کوئی مراد ہونا چاہیے مگر وہ صرف اس فرد کا ارادہ کرتا ہے جس نے یہ بات کہی تھی۔

الَّذِي جَمَعَ مَالًا وَّعَدَّدَهٗ ۝

"جس نے مال جمع کیا اور گن گن کر رکھا"۔

اس نے حادثات زمانہ کے لیے تیار کر کے رکھا۔ جس طرح کَرُمَ (1) اور أکرم ہے۔ ایک قول یہ کیا گیا ہے: معنی ہے اس کی مقدار کو شمار کیا: یہ سدی کا قول ہے۔ ضحاک نے کہا: اس نے اپنے وارث کے لیے اپنا مال تیار کیا۔ ایک قول یہ کیا گیا ہے: اس نے عدد اور کثرت پر فخر کیا۔ مقصود طاعت میں مال خرچ کرنے سے روکنے پر مذمت کرنا ہے جس طرح فرمایا: مَّنَّاعٍ لِّلْخَيْرِ (ق:25) اور فرمایا وَجَمَعَ فَأَوْعٰى ۝ (المعارج) عام قراءت جمع ہے۔

ابن عامر، حمزہ اور کسائی نے اسے میم کی تشدید کے ساتھ پڑھا ہے ابو عبید نے وعدّدہ کی وجہ سے اسے ہی اختیار کیا ہے۔ حضرت حسن بصری، نصر بن عاصم اور ابو العالیہ نے جمع اور عددہ پڑھا ہے (2) اور تضعیف کا اظہار کیا یعنی اس میں ادغام نہیں کیا، کیونکہ اس کی اصول عدّہ ہے۔ یہ بعید ہے کیونکہ مصحف میں دو دالوں کے ساتھ واقع ہے شعر میں بھی اس کی مثل واقع ہے جب انہوں نے ہم جنس حروف میں اظہار کیا تو اس میں تخفیف کا کہا:

مَهْلًا أُمَامَةُ قَدْ جَرَّبْتِ من خُلُقِي إِنِّي أَجُودُ لِأَقْوَامٍ وإِنْ ضَنِنُوا

اے امامہ! ٹھہر جا تو نے میرے اخلاق کا تجربہ کر لیا ہے میں لوگوں کے لیے سخاوت کرتا ہوں اگرچہ وہ بخل کریں۔

1۔ گویا حضرت مفسر کے نزدیک عدّدہ یہ غدق سے ماخوذ ہے اور عددہ کا معنی اعدہ کیا ہے۔

2۔ زاد المسیر، جلد 8، صفحہ 320

محل استدلال ضَنِنُوا ہے۔

یہاں شاعر نے ارادہ کیا انہوں نے بخل کیا تو ہم جنس حروف کو الگ الگ ذکر کیا لیکن شعر ضرورت کی جگہ ہے۔ مہدوی نے کہا: جس نے وعدّدہ میں تخفیف کی ہے تو یہ المال پر معطوف ہوگا پھر ترجمہ ہوگا دجمع عددہ اس نے سامان کو جمع کیا ہم جنس کو ظاہر کرنے کی صورت میں یہ عدد کلمہ فعل نہیں ہوگا کیونکہ یہ صرف شعر میں استعمال ہوگا۔

يَحْسَبُ اَنَّ مَالَهٗۤ اَخْلَدَهٗ ۝ كَلَّا لَيُنْۢبَذَنَّ فِي الْحُطَمَةِ ۝ وَمَاۤ اَدْرٰىكَ مَا الْحُطَمَةُ ۝ نَارُ اللّٰهِ الْمُوْقَدَةُ ۝ الَّتِيْ تَطَّلِعُ عَلَى الْاَفْـِٕدَةِ ۝

''وہ یہ خیال کرتا ہے کہ اس کے مال نے اسے لافانی بنادیا ہے۔ ہرگز نہیں وہ یقیناً حطمہ میں پھینک دیا جائے گا۔ اور تم کیا جانو کہ حطمہ کیا ہے؟۔ وہ الله کی آگ ہے خوب بھڑکائی ہوئی جو دلوں تک جا پہنچے گی''۔

وہ یہ گمان کرتا ہے کہ اس کا مال اسے زندہ رکھے گا وہ مرے گا نہیں؛ یہ سدی نے کہا: عکرمہ نے کہا: معنی ہے مال اس کی عمر میں اضافہ کردے گا۔ ایک قول یہ کیا گیا ہے: جو وقت گزر چکا ہے اسے زندہ کردے گا۔ یہ ماضی کا صیغہ ہے جو مستقبل کے معنی میں ہے یہ جملہ بولا جاتا ہے: هَلَكَ والله فلان ودخل النار الله کی قسم! فلاں ہلاک ہوگیا اور آگ میں داخل ہوگیا۔

كَلَّا کا لفظ اس لیے ذکر کیا گیا کہ کافر نے جو وہم کیا اس کا رد کرنا مقصود ہے یعنی وہ ہمیشہ نہیں رہے گا اور اس کا مال باقی نہیں رہے گا۔ كَلَّا کے بارے میں گفتگو مکمل گزر چکی ہے۔ عمر بن عبدالله جو غفرہ کے غلام تھے نے کہا: جب تو الله تعالیٰ کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنے كَلَّا تو وہ یہ ارشاد فرماتا ہے تو نے جھوٹ بولا۔

لَيُنْۢبَذَنَّ یعنی انہیں پھینک دیا جائے گا۔ حضرت حسن بصری، محمد بن کعب، نصر بن عاصم، مجاہد، حمید اور ابن محیصن نے پڑھا(1) لينبذان یعنی تثنیہ کا صیغہ پڑھا تو اس سے مراد وہ اور اس کا مال ہے۔ حضرت حسن بصری سے یہ بھی مروی ہے: لَيُنْبَذُنه یعنی اس کا مال پھینکا جائے گا۔ ان سے نون کے ساتھ جمع کا صیغہ بھی منقول ہے لننبذنه یعنی الله تعالیٰ اپنے بارے میں خبر دیتا ہے کہ وہ مال دار کو پھینکے گا۔ ان سے یہ بھی مروی ہے: لَيُنْبَذُنَّ یعنی همزة، لمزة، مال اور اس کے جمع کرنے والے سب کو جہنم میں پھینکا جائے گا۔ حطمہ سے مراد الله تعالیٰ کی آگ ہے۔ اسے یہ نام دیا گیا ہے کیونکہ جو چیز بھی اس میں پھینکی جاتی ہے اسے وہ توڑ دیتی ہے اور ریزہ ریزہ کردیتی ہے۔ راجز نے کہا:

إِنَّا حَطَمْنَا بِالْقَضِيبِ مُصْعَبَا　يَوْمَ كَسَرْنَا أَنْفَهُ لِيَغْضَبَا(2)

ہم نے کھجور کی شاخ کے ساتھ مصعب کو مارا جس روز ہم نے اس کی ناک توڑی تا کہ وہ غضبناک ہو۔

حطمہ جہنم کے طبقات میں سے چھٹا طبقہ ہے؛ ماوردی نے اسے کلبی سے حکایت بیان کی ہے۔ قشیری نے ان سے یہ روایت نقل کی: حطمہ سے مراد آگ کے گڑھوں میں سے دوسرا گڑھا ہے۔ ضحاک نے کہا: یہ چوتھا گڑھا ہے۔ ابن زید نے کہا: یہ جہنم کے ناموں میں سے ایک نام ہے۔

1۔ زاد المسیر، جلد 8، صفحہ 320　2۔ تفسیر ماوردی، جلد 6، صفحہ 337

وَمَاۤ اَدۡرٰىكَ مَا الۡحُطَمَةُ ؕ حطمہ کی عظمت شان کو بیان کرنے کے لیے استفہامیہ انداز میں کلام ذکر کی۔ پھر اس کی تفسیر بیان کی کہ یہ کیا ہے۔ فرمایا: نَارُ اللّٰهِ الۡمُوۡقَدَةُ ۙ جس کو ہزار سال، ہزار سال اور ہزار سال بھڑکایا گیا۔ یہ ٹھنڈی ہونے والی نہیں اللہ تعالیٰ نے اسے نافرمانوں کے لیے تیار کیا۔

الَّتِىۡ تَطَّلِعُ عَلَى الۡاَفۡـِٕدَةِ ؕ محمد بن کعب نے کہا: ان کے جسموں میں جو کچھ ہوگا آگ اسے کھا جائے گی یہاں تک کہ جب ان کے دلوں تک پہنچے گی تو انہیں پھر پیدا کر دیا جائے گا وہ انہیں پھر کھانے لگے گی۔ خالد بن ابی عمران نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے اسی طرح روایت کیا ہے: إنّ النّار تأکل أهلها حتی إذا طلعت علی أفئدتهم إنتهت ثم إذا صَدَرُوا تعود آگ جہنمیوں کو کھائے گی یہاں تک کہ جب وہ آگ ان کے دلوں تک پہنچے گی تو وہ رک جائے گی پھر جب انہیں پیدا کیا جائے گا تو آگ لوٹ آئے گی۔ اللہ تعالیٰ کے فرمان کا یہی معنی ہے: نَارُ اللّٰهِ الۡمُوۡقَدَةُ ۙ الَّتِىۡ تَطَّلِعُ عَلَى الۡاَفۡـِٕدَةِ ؕ یہاں دلوں کو خاص کر ذکر کیا گیا ہے کیونکہ دکھ جب دل تک جا پہنچتا ہے تو وہ مریض مرجاتا ہے یعنی وہ میت کی حالت والوں میں سے ہے جب کہ وہ مرتے نہیں، جس طرح اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: لَا يَمُوۡتُ فِيۡهَا وَلَا يَحۡيٰى ؕ (طٰہٰ) اس میں نہ وہ مرے گا اور نہ زندہ ہوگا۔ یعنی وہ زندہ ہیں مگر مردوں کے حکم میں ہیں۔ ایک قول یہ کیا گیا ہے: تَطَّلِعُ عَلَى الۡاَفۡـِٕدَةِ ؕ کا معنی ہے وہ آگ جانتی ہے کہ عذاب کی جس مقدار کے وہ مستحق ہیں یہ جملہ بولا جاتا ہے: اطّلع فلانٌ علی کذا یعنی فلاں اس پر مطلع ہے اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: تَدۡعُوۡا مَنۡ اَدۡبَرَ وَتَوَلّٰى ؕ (المعارج) وہ اسے کھینچ لیتی ہے جو پیٹھ پھیرتا ہے اور روگردانی کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: اِذَا رَاَتۡهُمۡ مِّنۡ مَّكَانٍۢ بَعِيۡدٍ سَمِعُوۡا لَهَا تَغَيُّظًا وَّزَفِيۡرًا ؕ (الفرقان) جب وہ آگ انہیں دور سے دیکھے گی تو وہ سنیں گے اس کا جوش مارنا اور چنگھاڑنا۔

اس آگ کی ان چیزوں سے صفت بیان کی گئی ہے تو یہ کوئی بعید نہیں کہ اس کی علم سے صفت بیان کی جائے۔

اِنَّهَا عَلَيۡهِمۡ مُّؤۡصَدَةٌ ۙ فِىۡ عَمَدٍ مُّمَدَّدَةٍ ۙ

"بے شک وہ (آگ) ان پر بند کر دی جائے گی (اس کے شعلے) لمبے لمبے ستونوں کی صورت میں ہوں گے"۔

مُّؤۡصَدَةٌ کا معنی ہے مطبقہ یعنی تہہ در تہہ ہوگی (1)؛ یہ حضرت حسن بصری اور ضحاک کا نقطہ نظر ہے سورۃ البلد میں اس کے بارے میں گفتگو گزر چکی ہے۔ ایک قول یہ کیا گیا ہے کہ قریش کی لغت کے مطابق اس کا معنی مغلقہ ہے یعنی بند کر دی جائے گی وہ کہتے ہیں: آصدتُ الباب جب تو دروازے کو بند کر دے؛ یہ مجاہد کا قول ہے: اس معنی میں عبید اللہ بن قیس رقیات کا قول ہے:

إنّ فی القصرِ لو دخلنا غزالًا مُصْفَقًا مُوصَدًا علیه الحِجابُ

کاش! ہم داخل ہوتے بے شک محل میں ایک ہرن ہے جس پر حجاب ڈال دیا گیا ہے۔

فِىۡ عَمَدٍ مُّمَدَّدَةٍ ؕ میں فی، باء کے معنی میں ہے یعنی اسے لمبے لمبے ستونوں کے ساتھ جکڑ دیا گیا ہے؛ یہ حضرت ابن مسعود کا قول ہے آپ کی قراءت میں بِعَمَدٍ مُّمَدَّدَةٍ ہے۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی

1۔ تفسیر حسن بصری، جلد 5، صفحہ 320

ہے" پھر اللہ تعالیٰ ان پر فرشتے بھیجے گا جن کے ساتھ آگ کے کواڑ، آگ کے کیل اور آگ کے ہی ستون ہوں گے وہ ان پر ان کواڑوں کو بند کر دیں گے، ان پر کیل لگا دیں گے اور ان ستونوں کے ساتھ انہیں باندھ دیا جائے گا کوئی سوراخ باقی نہیں رہے گا جس میں سے راحت داخل ہو سکے اور غم خارج ہو سکے اللہ تعالیٰ اپنے عرش پر انہیں بھول جائے گا جنتی نعمتوں سے لطف اندوز ہو رہے ہوں گے جہنمی اس کے بعد کبھی بھی مدد طلب نہ کر سکیں گے، گفتگو ختم ہو جائے گی ان کی گفتگو چیخ و پکار ہوگی۔ اللہ تعالیٰ کے فرمان: اِنَّهَا عَلَيْهِمْ مُّؤْصَدَةٌ ۙ فِیْ عَمَدٍ مُّمَدَّدَةٍ کا یہی مفہوم ہے"۔ قتادہ نے کہا: عَمَدٍ کے ساتھ انہیں عذاب دیا جائے گا: طبری نے اسے اختیار کیا ہے۔ حضرت ابن عباس نے کہا: عَمَدٍ مُّمَدَّدَةٍ سے مراد ان کے گردنوں میں طوق ہیں۔ ایک قول یہ کیا گیا: ان کے پاؤں میں بیڑیاں ہیں (1)؛ یہ ابو صالح نے کہا۔ قشیری نے کہا کہ عمد سے مراد کواڑوں کے کیل ہیں جو جہنمیوں پر بند کر دیئے جائیں گے اور ان پر کیل لگا دیئے جائیں گے یہاں تک ان کا غم اور گرمی جہنمیوں پر ہی لوٹے گی۔ تو ان پر کسی قسم کی راحت داخل نہیں ہوگی۔

ایک قول یہ کیا گیا: جہنم کے دروازے ان پر بند کر دیئے جائیں گے جب کہ وہ بیڑیوں اور لمبے طوقوں میں جکڑے ہوں گے یہ چھوٹوں سے زیادہ مضبوط ہوتے ہیں۔ ایک قول یہ کیا گیا ہے: اس کا معنی ہے اس کے عذاب اور آلام میں انہیں اس کے ساتھ مارا جائے گا۔

ایک قول یہ کیا گیا ہے: معنی ہے لمبا زمانہ جو ختم نہ ہو۔ فراء نے کہا: عَمَد اور عُمُد دونوں عمود کی جمع ہیں جس طرح اَدیم کی جمع اَدَم اور اُدُم اور افیق کی جمع اَفَق اور اُفُق آتی ہے۔ ابو عبیدہ نے کہا: عَمَد عماد کی جمع ہے، جس طرح اہاب کی جمع اُهُب اور اَهَب ہے۔ ابو عبیدہ نے عَمَد کو پسند کیا ہے اسی طرح ابو حاتم کی رائے ہے وہ اس آیت کریمہ سے استدلال کرتے ہیں رَفَعَ السَّمٰوٰتِ بِغَيْرِ عَمَدٍ تَرَوْنَهَا (الرعد: 2) اس نے آسمانوں کو بلند کیا بغیر ستونوں کے جن کو تم دیکھو۔

اس آیت میں علماء نے عَمَد پر اتفاق کیا ہے۔ جوہری نے کہا: العمود سے مراد گھر کے ستون ہوتے ہیں اس کی جمع قلت اعمدۃ ہے جمع کثرت عُمُد اور عَمَد ہے اللہ تعالیٰ کے اس فرمان میں اس لفظ عمد کو دونوں طرح پڑھا گیا ہے۔ ابو عبیدہ نے کہا: عمود ہر ایسی چیز کو کہتے ہیں جو لمبی ہو خواہ وہ لکڑی کی ہو یا لوہے کی ہو یہ تعمیر کے لیے بنیاد کی حیثیت رکھتی ہے جس طرح عماد کی حیثیت ہوتی ہے جس طرح جملہ بولتے ہیں: عمدتُ الشئ فانعَمَدَ میں نے اسے عماد کے ذریعے سیدھا کیا جس پر اس کا انحصار تھا۔ اعمدته یعنی میں نے اس کے نیچے ستون (سہارا والی چیز) بنائی۔ اللہ تعالیٰ بہتر جانتا ہے۔

1۔ زاد المسیر، جلد 8، صفحہ 320